اشاعة السنة النبويه

علی صاحبہا الصلوٰة والتحیة

نمبر یازدہم
جلد دوم

بابت ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ
مطابق نومبر ۱۸۷۹ء

جسکے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے حصہ دوم مین مضمون مذہب معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

گل دیگر شگفت

ازا بیل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے ایک اور گل کھلایا ہے۔ اب لوگونکو انبیا اور کتب آسمانی اور احکام مذہبی و ایمانی کی قید سے بھی آزاد کر دیا۔ جو باتین ہم مفہوم کلام جناب سے نکالی اور جنکا ذکر ہم [illegible] مین کر چکے ہین اُن باتونکو آپنے پورا پورا التصدیق کیا۔ اور صاف صاف فرما دیا کہ جو شخص نہ کسی نبی کو مانتا ہے نہ کسی کتاب کو الہامی جانتا ہے نہ کسی حکم مذہبی (فرض واجب) کو قبول کرتا ہے بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی (نجات پانیوالا) ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ کے صفحہ ۲۴۴ مین فرمایا ہے ”اسلام کی اصل اصولون کی موافق نہ اون اصولونکی جنکو علمانے قرار دیا ہے۔ وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو۔ نہ کسی اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض و واجب سے تعبیر کیے گئے ہین اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہے؟ ہندو ہے؟ نہین۔ زردشتی ہے؟۔ نہین۔ موسائی ہے؟ نہین۔ عیسائی ہے؟ نہین۔ محمدی ہے؟ نہین۔ پھر کون ہے؟ مسلمان،۔ گو ہمنے اُس شخص کی محمدی ہونے سے انکار کیا ہے مگر اسکا محمدی ہونا ویسا لازم ہے جیسے کہ اسکا مسلمان ہونا۔ کیونکہ انہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس وہ بھی

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

درحقیقت محمدی ہے - پر ناشکر امحمدی جیسے ہمارے زمانہ مین بعضی فرقے ہین جو غالبا توحید ذات باری پر بکمال یقین رکھتے ہین اگر کہو کہ وہ کافر ہین تو غلط ہے - کیونکہ کافر تو نجات نہین پائیگا مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان فرمایا ہے وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین - بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - سورہ البقرہ ۱۰۵ و ۱۰۶ اور پھر ایک جگہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما - سورہ النساء آیۃ ۵۱ - اور محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے من شھد ان لا الٰہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ فدخل الجنۃ - پس جو شخص اس کلمہ پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے" **پھر اپنے یہ غضب کیا ہی** کہ جو لوگ وجود باری سے منکر کہلاتے ہین انکو بھی مسلمان [illegible] [illegible] کیا ہے اور انکی وجود باری سے انکاری یہ تاویل کی ہے کہ انکو وجود باری سے انکار نہین بلکہ اس وجود کی دلیل کے علم سے انکار ہے پھر فرمایا انکے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا" **اور ہر چند** اپنی تقریر اول کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء سے انکار کرین نہ ہمارا یہ منشا ہو کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانین نہ ہمارا یہ مقصد ہو کہ لوگ پابندے احکام چھوڑ دین بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ تمام موحد مسلم و ناجی ہین پھر جو کوئی چاہے اپنے خیالات فاسد سے ہماری اس قول کی اور کچھ معنی قرار دے لے **ولیکن** یہ فرمانا آپکا بعینہ یہ کہنا ہے کہ ہمنے یہ الفاظ تو بولے ہین پر اُنکے معانی مراد نہین رکھی - یا یہ کہ ہم ملزوم کو زبان پر لائے مگر اُسکے لازم کا ارادہ دلمین نہین رکھتے **جناب من** انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی کے منکر کو کافر نکہنا منکر ہو جانے کی صاف اجازت دینا ہے اور یہ اجازت عدم تکفیر کا مفہوم و عین منشا ہو **فرض** کیا یہ بدگمانی اور فاسد خیالی ہے جیسکہ اپنے فرمایا ہے پھر منکر ہو جانے کی اجازت کا عدم تکفیر کو لازم ہونا - تو ایسا ہی جیسے مسلمان کو باوجود انکار کے محمدی ہونے سے

محمدی ہونا لازم ہے جبن جرم سے مواخذہ اُٹھایا جاتا ہے وہ جرم سنگین کہان رہتا ہی اور
اُسکے ارتکاب کی فی الجملہ اجازت کے لزوم مین کیا شک رہتا ہے **اسکی مثال** یہ ہے
کہ ایک شخص واقف قوانین سیاست کہتا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی بغاوت نہین اور
اسکے مرتکب پر مواخذہ نہین - پس لوگونکو اطاعت سے منحرف کرنا اولاً تو اس کلام کا مفہوم
اور اس شخص کا عین مدعا معلوم ہوتا ہے - اور اگر اسکو کوئی نمانے تو اس کلام کو انحراف
کا لازم ہونا تو کسیکے شک کا محل نہین ہے **دوسری مثال** ایک شخص کہتا ہے
زہر کہانے یا شراب پینے مین ہلاکت یا نقصان نہین یہ کہنا بھی معنی زہر کہانے اور شراب پینے کی
اجازت ہے اسکو کوئی نمانے تو اس کلام سے اجازت کی لزوم مین تو کسیطرحکا شک نہین
اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپنے اس تقریر سے لوگونکو اتباع انبیاء و کتب الہامی و احکام
مذہبی سے التزاماً یا لزوماً صاف آزاد کیا ہے - اور ہمارے خیالات کو صحیح کر دکھایا -
اب رہا یہ امر کہ اپکا دعوے کہ منکر انبیاء و کتب و احکام کافر نہین - اور اپکی بتقلید ہونا اصول
اسلامی کے موافق جرم مانع نجات نہین یہ اصول اسلام کے موافق ہے یا مخالف ہی اسکا
تصفیہ ہم قران ہی سے کرتے ہین جسکا اصول اسلام سے ہونا آپ بھی مانتے ہین نہ اُون
اصول سے جنکو علمانے از خود قرار دیا ہے - ایسے اصول کی ہم بھی (اپکی طرح) مقلد نہین
اور یہی ہماری بحث مین بمقابلہ جناب لطف ہی - ورنہ علما کی اصول و اقوال سے آپ کب
قائل ہوتے ہین اور تقلیدی اصول کو آپ کب سنتے ہین پس توجہ سے سنین کہ قرآن
مجید نے انبیاء و کتب سماویہ و احکام مذہبہ کی انکار کو صاف صاف کفر بتایا ہے اور تصدیق
انبیاء و کتب سماویہ و احکام کو جزو ایمان قرار دیا ہے قرآن مین اسمضمون کے صدہا آیات ہین از انجملہ چند آیات
نقل کیجاتی ہین (آیات متضمنہ وجوب ایمان بکتب و انبیاء و تکفیر منکر آنہا بلا اخفاء)

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ	سورہ بقر مین ہے رسول اور مومن سبھی
والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ	کتب منزلہ اور خدا اور فرشتون اور رسولون

وکتبه ورسله لا نفرق بین احد
من رسله - بقره ع ۴۰

پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین ہم کسی مین
تفرقہ نہین ڈالتے -

یا ایها الذین امنوا امنوا بالله ورسوله
والکتب الذی نزل علی رسوله والکتب الذی
انزل من قبل ومن یکفر بالله وملائکته
وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا
مبینا نساء ع ۲۰

سورہ نساء مین ہے لوگو جو ایمان کا دعوی
رکھتے ہو اللہ اور اُسکے رسول اور اُسکے کتاب
کو جو اُس اور اس سے پہلے اتاری ہے مانو اور
جو خدا اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون
سے اور پچھلے دن سے منکر ہوگا وہ دور بھولا ہے

ان الذین یکفرون بالله ورسله ویریدون
ان یفرقوا بین الله ورسله ویقولون
نؤمن ببعض [illegible]
ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک
هم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین
عذابا مهینا نساء ع ۲۱

اُسی سورہ مین ہے جو لوگ اللہ اور اُسکے رسولونکے
ساتھ کفر کرتے ہین (اسطرح کہ) اللہ اور اسکے
رسولون [illegible]
مانتے ہین اور رسولونکو نہین یا یہ کہ کسی
رسول کو مانتے ہین کسیکو نہین مانتے) اور
وہ بیچ کی راہ کہ خدا کو مانا اور رسول کو نمانا نکالنا چاہتے ہین وہ
ٹھیک ٹھیک کافر ہین اور خدا نے کافرون کی
لئے خوار یکا عذاب تیار کر رکھا ہے -

(آیات متضمنہ تکفیر منکرین آیات و احکام و وعید شدید جہنم بر مخالفت نبی کہ از لوازم کفر ست بلا کلام)

فلا وربک لا یومنون حتی
یحکموک فیما شجر بینهم نساء ع ۹

تیرے رب کو اپنی قسم ہے کہ یہ لوگ جبتک تیرا
حکم نمانین گے مسلمان نہونگے (پوری
آیۃ مع ترجمہ کے نمبر ۸ صفحہ ۲۴۵ گذری)

من لم یحکم بما انزل الله فاولئک
هم الکافرون - مائده ع ۶

جو کوئی کتاب منزل کے موافق فیصلہ یا حکم
نہ کرے وہ کافر ہے -

(یہہ آیۃ یہودیون کی حقمین اتری ہے جو باوجودیکہ خدا کو مانتے اور ہوسی رسول کو برحق جاننے پر رجم وغیرہ احکام توراۃ سے منکر ہو بیٹھے تہے - چنانچہ شان نزول آیۃ اسپر شاہدی جو صحیح مسلم ص۲ جلد ۲ اور تفاسیر مین مذکور ہے)

ان الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیہم نارا کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلودا غیرہا لیذوقوا العذاب نساء
ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا نساء

جو لوگ ہماری آیات سے کفر کرتے ہین اونکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے جب انکی کہالین جل جاوینگی تو اونکی کہالین ہم بدل ڈالینگے تاکہ وہ عذاب چہکتے رہین ✢
اور جو کوئی بعد ظہور ہدایت کے رسول کی مخالفت کرے اور مومنون کی راہ کو چہوڑکر اور رستہ چلے اسکو ہم جدہر وہ جاہتا ہے پہیر دینگے اور دوزخ مین داخل کرین گے اور وہ بازگشت نہایت بری ہے ✢

جب یہ آیات صریحہ و نصوص قطعیہ [illegible] اہل کتاب کو جو [illegible] اور منکر و مخالف نبی ہیں کو کافر بتاتے ہین تو وہ دو آیتین اور ایک حدیث متمسکہ جناب مخاطب جنمین توحید پر وعدہ نجات ہی عموم پر کب محمول ہو سکتے ہین اور بجز موحدین کے (جو باوجود توحید کے انبیا و کتب الہامی کو بہی مانتے ہین) اور موحدین منکرین انبیا کو کب شامل ہو سکتے ہین - وہ آیتین اور حدیث تو انہی لوگون کی نسبت ہین جو کفر چہوڑکر تابع نبی ہوئی انکو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ باوجود ایمان پہر اگر تمسی کوئی گناہ سوای شرک ہو گا تو وہ جتنا چاہے گا تو بخش دیگا - اور شرک باوجود مومن ہو جانے کے بہی عمل مین لاؤ گے تو بخشا نہ جائیگا - ان آیات و حدیث مین کافرون و منکرون کو شامل کر لینا آپ ہی کی بہادری ہے - آپکے سوای زمانہ نبوت سے لیکر آجتک کسی مسلمان سے یہہ جرأت نہین ہوئی - اور نہ کسی آیۃ و حدیث مین یہہ عمومیت و شمولیت پائی جاتی ہے -
آیات متضمنہ تکفیر منکرین نبوت کی موید احادیث بہی بہت ہین جو باتفاق مسلمانون کی صحیح ہین ولیکن ہم مقام مین انکی نقل اسلئے فروگذاشت ہوئی کہ شاید جناب مخاطب ان احادیث کی مطعون ہونے پاکسے اور بہانہ سے انکی صحت کو نہ مانین اور اصلی اصول سے انکو خارج کر ڈالین -
اب اگر کوئی ہمسی سوال کرے کہ جناب ممدوح کے اس قول و اعتقاد پر آپکے اسلام کا کیا حال ہے اور انکی

نسبت اب بہی تمہارا وہی اعتقاد و خیال ہے جو تمنے نمبر ۵ بصفحہ ۱۴۴ ـ اور نمبر ۱ مین بصفحہ ۲۹۳ ـ ۲ ـ انکی نسبت
ظاہر کیا ہے ؟ ـ یا اب اسمین کچہہ فرق آگیا ہے ؟ ـ **تو جواب** اِسکا یہہ ہے کہ اب میرے اس خیال مین
فرق آگیا ہے اور جناب کی اس قول نے جسمین آپنے ضروریات و قطعیات دین کا انکار کیا ہے اور کفر کو اسلام
بنا دیا مجہے آپکی نسبت شک و تردد مین ڈالدیا ہے اب مین آپکے اسلام کا مدعی نہین بن سکتا ـ اور اسپر
کوئی دلیل قایم نہین کرسکتا ـ اور لوگونکو آپکی تکفیر سے روک نہین سکتا ـ اور آپکے خطاؤن کو اجتہادی
نہین بنا سکتا ـ امور مستلزمہ کفر مین اجتہادی خطا اس شخص کی خطا ہے جو کفر کو کفر جانے پہر از راہ
خطا اسمین جا پڑے و مع ذلک وہ محل جسمین اِسنے خطا کی ہو شبہہ و اجتہاد کا محل بہی ہو ـ اور جو
شخص کفر کو کفر نہین جانتا اور قطعیات و ضروریات دین سے جہان تاویل و اجتہاد کا مساغ
نہین انکار کرتا ہے اسکے خطا کو اجتہادی کہنا توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ سے [illegible]
[illegible] نہین کہا جاسکتا ہے ـ [illegible] مین اس امر کی تفصیل پہر کسی موقعہ پر کرونگا بالفعل اپنی کلام سابق کے
ناظرین کو اپنی تبدل خیال پر (جو جناب ممدوح کی تبدل حال سے پیدا ہوا ہے نہ اپنی غلطی معلوم ہونے
سے) آگاہ کرتا ہون ـ اور اسپر بہی جناب ممدوح سے یہہ اُمید رکہتا ہون کہ میرے اس شک و تردد
پر جسکو میرا دل پسند نہین کرتا اور دلیل کا نہ ملنا اسکا باعث ہو آپ مجہسے ناراض نہونگے ـ
اور یہہ خیال فرماینگے کہ جس حالت مین دہریہ کا دلیل نہ ملنے کے سبب وجود باری کا اقراری نہ ہونا آپکی
آشفتگی خاطر کا موجب نہین ہوا تو آپکے اسلام کی دلیل نہ ملنے کے سبب اِسکا مدعی نہونا کیون موجب آشفتگی خاطر عاطر ہوگا

رفع اشتباہ

اشاعۃ السنہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۴۷ کابل کی اس کارروائی کے متعلق جو اِنسے قتل سفارت کے متعلق
ہوئی ایک مضمون درج ہے اِسکے تائید مین ایک حدیث سنن ابی داؤد سے منقول ہے جسکا ترجمہ
بعینہ درج ذیل ہے ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کذاب کی (جو آنحضرت کے مقابلہ
مین پیغمبری کا دعوی کرتا تہا اور آنحضرت کا سخت دشمن تہا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات
گستاخی و انکار اسلام زبان پر لائے آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصدونکو مارنا ہمارا طریق نہین

ورنہ تم بچہ کر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے +

اسمین ہمارے ایک شفیق کو شبہ پڑہ گیا اور اسنے اسکا مطلب یہہ سمجہا ہے کہ محض وکیل اور سفیر ہی بچکر جاسکتا ہے اور کوئی بچکر نہین جاسکتا"۔ مگر یہہ شبہ اس شفیق کی کم توجہی کا نتیجہ ہے ورنہ لفظ (تم بچکر نہ جاتے) اور لفظ (کوئی بچکر نہین جاسکتا) مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور صیغہ خاص مخاطب سے عام معنے مراد لینا کسی عرف و محاورہ کے موافق نہین ہے +

ہان اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اگر سفیر ہوتے تو ہرگز نہ بچتے اس لفظ کا مفہوم بلکہ عین منطوق ہے ولیکن اسکی وجہ یہہ نہین ہے کہ وہ کافر تہے اور عموماً کافرون کا مار دینا آنحضرت کا طریق تہا بلکہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ آنحضرت کی دشمنونکی جماعت کے لوگ تہے اور آنحضرت کو ہمیشہ تکلیف پہونچایا کرتے اور مقابلہ و محاربہ کا دعوی رکہتے رہتے اسلئے آنحضرت نے وہ کلمہ فرمایا کہ اگر تم قاصد نہوتے تو تم (اس دشمنی و ایذا رسانی کے سبب) بچکر [illegible]
[illegible] بلکہ اسی عبارت مین یہہ لفظ (کہ وہ آنحضرت کا سخت دشمن تہا) پہلے سے موجود ہے اور اسکے تصدیق و تفصیل کتب احادیث و تواریخ مین پائی جاتی ہے +

اور دشمنون اور باغیون اور ایذا رسالون کو مارنا کسی قوم کے نزدیک مہذب ہون خواہ غیر مہذب برا نہین ہے۔ اور تعصبات مذہبی و ظلم مین داخل نہین غرض کوئی شخص رئیس گورنمنٹ کا باغی و سرکش ہے اور ہمیشہ تکلیف رسانی کے درپے رہتا ہے ایسا شخص گورنمنٹ کی قابو مین آوے تو کیا وہ گورنمنٹ سے بچکر جاسکتا ہے؛ دور کیون جاؤ۔ کابل ہی کے معاملات پر غور کرو جنہون نے گورنمنٹ کی سفیر کو قتل کیا اور مخالفت و بغاوت مین سر اوٹہایا اونہون نے اپنا کیا پایا۔ اور انکو ہم مسلمانون ہی نے برا کہا اور اپنی تحریرونمین انکا مجرم ہونا شائع کیا +

پس اگر ایسا ارادہ آنحضرت سے پایا گیا تو وہ کونسے اعتراض و شبہ کا محل ہوا +

عذر

اس دفعہ بہی کاپی نویس قدیم نے تغافل کیا، ۱۔ نومبر کا مضمون لیا ہلو ۱۷۔ دسمبر تک تمام نکلا آخر دوسرے

شخص سے پورا کرایا ناظرین اس دیر مین ہمکو معذور سمجھین +

ھدایات

(۱) بعضے صاحب بعوض قیمت رسالہ کورٹ فیس یا آدہ آنہ سے زیادہ کی ٹکٹ بہیجتے ہین اونکی فروخت کرنے مین ہم زیادہ نقصان اوٹہاتے ہین آئندہ آدہ آنہ سے زیادہ والے ٹکٹ نہ بہیجین انکی ساتہہ بہی فی روپیہ آدہ آنہ بابت فیس زیادہ ہو -

(۲) بعض صاحب ریاست غیر سے میعادی ہنڈیان بہیجتے ہین اونپر یہانکے مہاجن دو آنہ کی کورٹ فیس لگاتے ہین اسمین بہی خسارہ پڑتا ہے جو صاحب ہنڈی بہیجین درشنی ہو - ورنہ خسارہ فرسندہ سے لیا جاویگا +

(۳) بعض صاحب پوسٹ کارڈ (یعنے پیسہ کا ٹکٹ) پر جو خط لکھتے ہین تو اوسکی جانب نشان مکتوب الیہ مین [illegible] و نشان [illegible] لکھتے ہین [illegible]
[illegible]
بیرنگ ہو جاتا ہے اور ہمکو محصول دینا پڑتا ہے - آئندہ جانب نشان مین بجز نام و نشان مکتوب الیہ کچہہ نہ لکھین ورنہ اونکا خط واپس ہوگا +

(۴) بعض صاحبان ہمکو ایسے امور (جنکو نہ ہمسے خصوصیت ہے نہ ہمارے رسالہ سے) کی فرمائشین لکھتے ہین اونکی تعمیل و جواب سے عدم فرصتی کے سبب معذور ہین ہمکو وہ بات لکھین جو ہمسے خصوصیت رکھتی

اعلام

بعضے صاحبان نہ خود چندہ بہیجتے ہین نہ ہمارے منشی یا کسی اور دوست کی خطوط تقاضا کے جواب لکھتے ہین نہ ہماری مجمل شکایتو نکی طرف توجہ کرتے ہین اونکی نام مینے اس مہینہ مین خاص رقعات جاری کئے ہین اگر اونہوں نے میرے رقعات کا بہی جواب دیا اور چندہ ارسال فرمایا تو دسمبر کے پرچہ مین انکی فہرست اسامی ارسال کرونگا پہر اسکو شکایت نہ سمجھین اوبہتر یہی ہے کہ قبل اشاعت اوس فہرست کے اپنی باقیات کی صفائی کرین سمع ضلع سکونت اونصاحبو نکی یہہ ہین ملتان امرتسر دیوبند گہتولی ضلع مظفر نگر کیرٹی ضلع مظفر نگر کانگڑہ ضلع ہوشیار پور سوہاکپور ضلع ہوشنگ آباد داری ضلع سیونی علیگڈہ ڈہاکہ منو ضلع اعظم گڈہ راوت پور ضلع کانپور -

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فواللہ لیظہرن الروم علی فارس ما اخبرنا بذلک نبینا فقام الیہ ابی بن خلف فقال کذبت فقال انت کذبت یا عدو اللہ فقال اجعل بیننا وبینک اجلاً اناجبک علیہ المناحبہ والمراهنة علی عشر قلائص وجعلوا الاجل ثلث سنین فجاء ابو بکر الی النبی صلعم فاخبرہ بذلک - وذلک قبل تحریم الرہان - فقال ما هکذا [illegible] انما البضع ما بین الثلثۃ الی التسع فزائدہ فی الخطر ومادہ فی الاجل فخرج فلقی ابیا فقال لعلک ندمت قال لا فقال ازائدک فی الخطر وامادک فی الاجل جعلها مائۃ قلوص ومائۃ قلوص الی تسع سنین وقیل الی سبع سنین قال قد فعلت وظہرت الروم علی فارس یوم الحدیبیۃ عند راس سبع سنین فقمر ابو بکر ابیا فاخذ مال الخطر من ورثتہ فجاء بہ یحملہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

بضع کا تین سے نو تک مستعمل ہونا خیال مین نہین لاتا - مین نے تین سال تو تجویز کیے - پس مدت کو بڑھا دے - اور اس زیادتی کے عوض مین شرط کے اونٹ بھی زیادہ دینے مان لے - آخر غایت مدت نو سال ٹہیری اور دس کے سو اونٹ مقرر ہوئے - اسدن سے چھ سال گذر کر ساتوان شروع ہوا تہا کہ روم فارس پر غالب آئے [illegible] شرط کے اونٹ [illegible] ابی بن خلف سے (جو اس عرصہ مین داخل جہنم ہوچکا تھا) حضرت ابو بکر نے بہر لیئے - اسوقت اسطرح کی شرط وقمار کی حرمت مین وحی تو نہ آئی تھی - پر آنحضرت نے بنور نبوت وروحانی طاقت کے حرمت آئندہ کے موافق اس شرط کے اونٹون کو کام مین لانا پسند نفرمایا - اور انکے خیرات کر دینے کا حکم دیا

النبی صلی اللہ وسلم تصدق بہ (معالم التنزیل)

اس خبر کو امام بخاری اپنی تاریخ مین - دارقطنی نے افراد مین - ابونعیم نے دلائل النبوۃ مین بیہقی نے شعب الایمان مین - ترمذی اپنی جامع کے صفحہ ۱۶۸ ج ۲ مین ذکر کیا ہی - اور جملہ مفسرین نے اپنی تفاسیر مین نقل کیا ہے - اور ترمذی نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے

اسمین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت کو مبہم چھوڑا اور ٹھیک ٹھیک سال فتح نہ بتایا تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ مشرکین ہر وقت اسی فکر مین دبے رہین - اور وقت سے پہلے اسکی واقع ہونے کو شائع نکرنے پاوین - چونکہ روم مکہ سے فاصلہ دراز پر تھا اور [illegible] اسوقت موجود و میسر مین اوسوقت موجود نہ تھین اسلئے مخالفین کو قبل وقوع واقعہ کے دعوے وقوع ممکن تھا - اور وقت وقوع مین اختلاف و شبہ ڈالنے کی گنجائش جس سے کم عقلو نکے پھسل جانیکا اندیشہ تھا - اور نفس وقوع مین جو باوجود فاصلہ محل کے چھپا نہین رہتا (گو ایک زمانہ کے بعد کیون نہو) - انکا خلاف ممکن نہ تھا اسلئے نفس وقوع بتایا گیا - اور اسکی مدت کا ایک اندازہ و مقدار جسمین دور سے دور اور بیخبر سے بیخبر کو بھی خبر پہنچ سکے مقرر

فی تفسیر فتح البیان لمجدد ھذا الاوان مشهر العلم فی البوادی والعمران النواب علی الجاہ صدیق حسن خان امیر ریاست البوفال - سقاہ اللہ من عین الکمال وارضاہ [illegible] الاجل
وان کان معلوما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لادخال الرعب والخوف علیهم فی کل وقت کما توجد من تفسیر الفخر الرازی انتهی
وفی تفسیر الفخر الرازی - ابهم الوقت مع ان المعجزة فی تعیین الوقت اتم - فنقول السنة والشهر والیوم والساعة کلها معلومة عند اللہ وبینها لنبیہ وما اذن فی اظهارها لان الکفار کانوا معاندین والامور التی تقع فی البلاد لنا ئیة تکون معلومة الوقوع بحیث لا یمکن انکارها ولکن وقتها

یمکن الاختلاف فیہ - فالمعانہ کان
یتمکن من ان یرحف بوقوع الواقعۃ قبل
الوقوع لیحصل الخلف فی کلامہ

کردیا اور اگر کوئی ہماری اسبات کو نہ مانے اور آنحضرت کا ٹھیک ٹھیک مدت فتح کو جان لینا تسلیم نہ کرے تو یہ بھی ہمارے مدعا کے مخالف نہیں - کیونکہ آنحضرت کا فقط اسیقدر جان لینا (کہ فتح روم تین سال سے پہلے نہوگی اور نو سال سے تجاوز نہ کرے گی) بھی غیب دانی اور پیشین گوئی سے خالی نہیں - عقل سے ایسی تحدید کب ہوسکتی ہے - پہر اسکے بہروسے معرکہ اعداء مین اسپر شرط کا بھی مان لینا عاقل سے کب متصور ہے -

اُس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ خبر آنحضرت صلعم کی ایسی خبر ہے جسکے صادق اور واقع کے مطابق ہونے مین کسیکو شک نہین - اور نہ اسکے غیب الغیب سے ہونے مین کسی کی تاویل کو گنجائش ہے و مع ذٰلک ایک بے انصاف نے اُسکو بھی تاویل سے نہین چھوڑا - اور اُسکی نسبت یہ کہا ہے کہ یہ قیافہ اور تجربہ کی بات ہے - آنحضرت صلعم نے فارس کی بے انتظامی دیکھکر یہ خبر دی ہے یہ کوئی پیشین گوئی یا غیب دانی نہین - ولیکن **اہل انصاف** کے نزدیک اس تاویل کی اس خبر مین گنجائش نہین - اور اس خبر کا قیافہ یا تجربہ سے پیدا ہونا تین وجہ سے ممکن نہین (۱) قیافہ سے یہ تب ناشی ہوسکتی جبکہ فارس کی تباہی و تنزل کے آثار دیکھکر بتائی جاتی اور اس خبر دینے کے وقت فارس کی حالت تنزل و تباہی مین ہوتی - یہ خبر تو فارس کے کروفر و شان و شوکت کے وقت (جسمین انہون نے روم پر فتح پائی) بتائی گئی ہے پہر اسکا قیافہ و تجربہ سے پیدا ہونا کیا معنی رکھتا ہے ؟ (۲) قیافہ محض تخمینہ ہوتا ہے جسمین تحدید خاص ممکن نہین ہے اور یہ خبر ایک تحدید پر مشتمل ہے (۳) اگر کوئی قیافہ و تخمینہ سے کوئی تحدید کر بھی دیتا ہے تو اُسپر ایسا یقین و بہروسہ نہین کر سکتا جو اس خبر مین کیا گیا ہے - یعنے معرکہ اعداء مین برملا اس تحدید کا دعوے کرنا - پہر بصورت خلاف سو اونٹ کی شرط مان لینا -

ان وجوہات کی تصدیق نظائر ذیل سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ دیکھو۔ اگر کوئی کسی نوجوان صحیح و سالم قوی و تندرست کی نسبت یہ خبر دے کہ یہ نو دن کے اندر تین دن کے بعد مر جائیگا۔ اور اسپر ایسا یقین کرے کہ بصورت خلاف کوئی شرط بھی مان لے۔ ایسی خبر کو قیافہ نہ کہا جاوے گا۔ اور اگر کوئی صد سالہ ضعیف یا مریض مایوس الصحۃ کو دیکھکر اتنی مدت مین اسکا مر جانا تجویز کرے (جتنی مدت مین اُسکے امثال و اقران مر جایا کرتے ہین) و مع ذلک اسمین وہ ایسا مدعی نہو بیٹھے کہ بصورت خلاف شرط کا ذمہ وار ہو جاوے تو ایسی خبر کو بیشک قیافہ کہا جائیگا۔

ان وجوہات و نظائر کی شہادت سے اس خبر کا قیافہ سے پیدا ہونا بحکم انصاف تو ممکن نہین۔ انصاف کو چھوڑ کر جو کچھ کوئی کہے (دن کو رات یا رات کو دن) مشکل نہین +

خبر دوم از قسم اول

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے حال مین دشمنون سے ڈرتے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے پہرہ رکھواتے۔ یہانتک کہ خدا تعالے نے آپ کو مطمئن کر دیا اور قتل سے عصمت و محافظت کا وعدہ دیا۔ پس آپنے پہرہ کو اٹھا دیا۔ اور لوگونکو خبر دی کہ اب اللہ تعالے نے میری حفاظت خاص اپنے ذمہ لیلی ہے تم اب ہٹ جاؤ۔ اور پہرہ موقوف کرو پہر اس خبر کا صادق ہونا بھی لوگونکے امتحان مین آگیا۔ بارہا مخالفون نے آنحضرت کی قتل کا قصد کیا۔ پر خدا تعالے نے آپ کے دشمنون سے

قال اللہ تعالی۔ واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ ع ۱۰

عن عائشۃ رض قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحرس حتی نزلت ہذہ الآیۃ واللہ یعصمک من الناس فاخرج رسول اللہ صلعم رأسہ من القبۃ فقال لہم یا ایہا الناس انصرفوا فقد عصمنی اللہ رواہ الترمذی۔ فی تفسیر سورۃ المائدۃ من جامعہ صـ ۱۴۶ جلد ۲ وہکذا فی التفسیر الکبیر والجلالین

والبیضاوی والمعالم وغیرہا من کتب
التفاسیر - وقال فی التفسیر الکبیر
کیف یجمع بین ذالک وبین ماروی
انہ علیہ الصلوٰة والسلام شج وجہہ
یوم احد وکسرت رباعیتہ
والجواب من وجہین - احدہما ان المراد
یعصمہ من القتل وفیہ التنبیہ علی انہ
یجب علیہ ان یتحمل کل مادون النفس
من انواع البلاء فما اشد تکلیف
الانبیاء علیہم السلام - وثانیہا انہا
نزلت بعد یوم احد [illegible] ویدل
علی صحة الوجہ الثانی ما اتفق علیہ المفسرون
ان المائدة آخر ما نزل من القرآن -
ونص علیہ اصحاب النبی علیہم الرضوان

آنحضرت کو بچایا - یہانتک کہ خود اپنے پاس
بلا لیا - ہر چند قتل کے سوے اور تکلیفین
(جیسے احد کی لڑائی مین آپکے سر مبارک کو
زخم پہنچا یا دانت کا شہید ہوجانا) آپکو
مخالفین سے پہنچی ہین - ولیکن اس آیت
مین ایسی تکالیف سے بچانے کا وعدہ نہین
ہے - قطع نظر اس سے یہ وعدہ ان تکالیف
پہنچنے کے پیچھے ہوا ہے چنانچہ نزول
سورۂ مائدہ کا جسمین یہ وعدہ ہے اسپر گواہ ہے
آپکے قتل کا ارادہ [illegible] بہت لوگون نے
کیا پر خدائی حمایت وحفاظت کے سبب کوئی
اسپر قادر نہو سکا - اس قسم کے واقعات
بہت ہین پر بطور تمثیل ایک دو واقعات
ذکر کیئے جاتے ہین

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاردار درختون کے جنگل مین پہنچے - آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحاب درختون کے سایہ مین متفرق ہو بیٹھے - آنحضرت ایک ببول کے درخت

عن جابر نزل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تحت سمرة فعلق بہا سیفہ
ونمنا نومة فاذا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یدعونا واذا عندہ اعرابی
فقال ان ہذا اخترط علی سیفی وانا نائم

کے نیچے اسپر تلوار لٹکا کر سو گئے اتنے مین
ایک اعرابی (غورث بن حارث جسکو دعثور
بھی کہتے تھے کفار کے کہنے سے کہ محمد
اکیلا پڑا ہے اسکو پکڑ لے) آنحضرت صلعم کے
سر پر تلوار کھینچکر آ کھڑا ہوا اور بولا تجھے

فاستیقظت وھو فی یدہ صلتا فقال من یمنعک منی فقلت اللہ ثلثا فشام السیف - رواہ البخاری

وفی روایۃ محمد بن کعب القرظی فرعدت ید الاعرابی وسقط السیف من یدہ ذکرھا البغوی فی المعالم - وفی روایۃ محمد بن اسحاق ان الکفار قالوا لغورث وکان شجاعا قد انفرد محمد فعلیک بہ - وفیھا ان جبرئیل دفع فی صدرہ فوقع السیف من یدہ فاخذہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال من یمنعک منی قال لا احد قال قم فاذھب لشانک فلما ولی قال کنت خیرا منی فقال صلی اللہ علیہ وسلم انا احق بذلک منک ثم اسلم بعد وفی لفظ قال اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ ثم اتی قومہ فدعاھم الی الاسلام - ذکرھا القسطلانی فی شرح البخاری

عن ابی ھریرۃ رض قال لما فتحت خیبر اھدیت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاۃ فیھا سم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھسے کون بچائیگا آنحضرتؐ نے تین دفعہ فرمایا اللہ تعالےٰ بچائیگا - یہ سنکر اسنے تلوار میان مین بند کرلی پھر اسکا ہاتھ کانپنے لگا تو وہ زمین پر گرگئی اور آنحضرتؐ نے اٹھالی اور اسکو وہی بات کہی جو اسنے آنحضرتؐ کو کہی تھی - اس سے جواب بجز اس کلمہ کے کہ میرا بچانیوالا کوئی نہین کچھ بن نہ پڑا آنحضرتؐ نے لطف و کریم الاخلاقی سے اسکو چھوڑ دیا - یہ امر اسکے ایمان [illegible] باعث ہوا اور وہ مسلمان ہوگیا اور اُس نے اپنی قوم مین آکر اُنکو بھی اسلام کیطرف بلایا -

ایکدفعہ آنحضرتؐ کو یہود خیبر نے زہر آمیختہ گوشت کہلا دیا اللہ تعالےٰ نے اُس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جان کو بچالیا باوجودیکہ اسی گوشت کے کہانے سے ایک رفیق خباب کا شہید ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس زہر کا اثر ہمیشہ محسوس ہوتا رہا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو اسکا سبب

265

اجمعوا الی من کان من الیهود فقال هل جعلتم فی هذہ الشاۃ سمًّا قالوا نعم قال ما حملکم علی ذلک فقالوا ان کنت کذابًا نستریح منك وان کنت نبیا لم یضرك - رواہ البخاری وذکر القسطلانی انه مات باکلها بشر بن البراء - الخ

پوچھا تو اُنہون نے یہ بیان کیا کہ ہمنے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ اگر آپ نبی ہون گے تو اس سے بچ جائینگے ورنہ ہم آپ سے چھٹی پائین گے

خبر سوم از قسم اوّل

قال تعالیٰ انا کفیناك المستهزئین سجر رکوع[6] کانوا خمسة نفر من المشرکین الولید والعاصی وعدی والاسود بن مطلب والاسود [illegible] بن عبد یغوث قال جبرئیل لرسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اکفیکهم فاوما الی عقب الولید فمر بنبال فتعلق بثوبه سهم فلم ینعطف تعظما لاخذه فاصاب عرقا فی عقبه فقطعه فمات واوما الی العاصی فدخلت فیها شوکة وقال لدغت لدغت وانتفخت رجله حتی صار کالرحی ومات واشار الی عینی الاسود بن المطلب فعمی واشار الی انف عدی بن قیس فامتخط قیحا فمات واشار الی الاسود بن عبد یغوث

مکہ مین پانچ شخص تھے اسود بن مطلب[2] ولید[3] عاصی[4] عدی بن قیس[5] اسود بن عبد یغوث آنحضرت صلی [illegible] [illegible] اور قرآن کو ہنسی مین اڑاتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے سبب سے دل مین بہت تنگی پاتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ہلاکت کے لئے خدا سے التجا کی - خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی - اور جبرئیل علیہ السلام کو انکی ہلاکت کی خدمت سپرد کی جبرئیل علیہ السلام نے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بتائی اور لوگونکے تھان مین آگئے - اسود بن مطلب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھا ہوجانیکے

وھو قاعد فی اصل شجرۃ فجعل ینطح
راسہ بالشجرۃ ونضرب جبھہ بالشوک
حتی مات - کذا فی التفسیر الکبیر
وفی المعالم ان الاسود بن المطلب کان
دعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال اللھم اعم بصرہ واثکلہ بولدہ الخ

دعا کی تھی وہ اندھا ہوگیا اسیطرح ہر ایک
واصل جہنم ہوا تفصیل قصہ تفسیر کبیر ومعالم
وغیرہ مین ہے - طالب تفصیل اصل کتابونکا ملاحظہ کرے

اخبار قسم دوم

واضح ہو کہ اخبار قسم دوم (یعنی آنحضرت صلعم کی وہ غیبی خبرین جو حدیث مین آئی ہین اور لوگون نے آزمائی ہین) اس کثرت سے پائے جاتی ہین کہ تفحص و تلاش سے ضبط و شمار مین نہین آتین - از انجملہ [illegible] انکی تفصیل [illegible] بطرز تفصیل قسم اول موجب تطویل ہے اسلئے انہین بجائے نقل عبارت مجرد حوالہ کتب پر اکتفا کیا جاتا ہے -

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب معہ صفحہ
۱	حبشہ (ابیسینیا) کا بادشاہ جسوقت حبشہ مین فوت ہوا آنحضرت صلعم نے اسیوقت (باوجودیکہ مدینہ مین تار برقی نہ تھی اور نہ کوئی ایسی سبیل جس سے ایک پل مین اتنے فاصلہ سے خبر کا پہنچنا ممکن ہو پائے جاتے تھے) لوگونکو اسکے فوت ہونیکی خبر دی - اور غائبانہ اسپر نماز جنازہ بھی پڑھی -	بخاری صفحہ ۱۶۷
۲	رؤسا ء کفار مکہ نے باہم یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب اقربا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لین دین معاملت مناکحت چھوڑ دین اور انکا کھانا پینا تنگ کرین یہانتک کہ وہ رسول اللہ کو ادنکے حوالہ کر دین - اس عہد کو	بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ ومسلم صفحہ ۴۲۴ معہ شروح

266

نمبر خبر		حوالہ کتب بقید صفحہ
	بطور وثیقہ تحریر کیا اور جوف کعبہ مین لٹکا یا اور تین سال ایسا عملدرآمد بھی رہا بیچارے بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب اپنے گھر چھوڑ کر ابوطالب کے شعب (دو پہاڑون مین میدان مین) جا بسے وہانسے بجز ایام حج (جنمین ہر کسیکو آزادی ہوتی ہے) کبھی نہ نکلتے ۔ آخر خدا تعالے نے اس وثیقہ پر ایک کیڑے کو مسلط کیا وہ جور وجفا کے سب باتونکو چاٹ گیا اور جہان اوسمین خدا کا نام تھا اسکو رہنے دیا۔ یہ بات حضرت جبرئیل عم نے آنحضرت صلعم کو بتائی آنحضرت صلعم نے ابوطالب سے کہی ۔ ابوطالب اہل وثیقہ کے سامنے اسبات کا مدعی ہوا کہ یہ بات جھوٹ نکلے تو مین بھتیجے کو تمہارے سپرد کر دونگا تم اسکو قتل کر دو چاہو زندہ رکھو سچ نکلے تو تم اس خیال فاسد سے باز آؤ ۔ مشرکین اہل وثیقہ نے یہ شرط مانکر وثیقہ کو کھولا تو موافق خبر آنحضرت صلعم کے پایا ۔ پس وہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب اپنے گھرون مین آبسے ۔ یہ اصل قصہ بخاری و مسلم مین ہے اور اسکی تفصیل انکے شروح نووی عینی قسطلانی وغیرہ مین ہے	
۳	آنحضرت صلعم نے عدی بن حاتم کو خبر دی کہ اگر تو زندہ رہا تو دیکھ لے گا (یعنے ایسا امن ہو جائیگا) کہ اکیلی عورت اپنی ہودج (ڈولہ یا محافہ) مین حیرہ (قریب کوفہ کے شہر ہے) سے کعبہ تک چلی جائے گی اور بجز خدا کے کسی سے نڈرے گی ۔ عدی راوی حدیث نے کہا مین نے اسوقت دلمین کہا کہ طی (قبیلہ) کے ڈاکو اور بدمعاش جنہون نے تمام بستیون مین لوٹ اور فساد کی آگ جلا رکھی ہے کہان چلی جائیگی ۔ پھر مینے بچشم خود دیکھ لیا کہ ایک عورت حیرہ سے کعبہ پہنچکر طواف کرتی ہے ۔ اور کسی سے بجز خدا نہین ڈرتی	بخاری ص ۵۰۷
۴	آنحضرت صلعم نے فرقہ خوارج کے (جنہون نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کیا) حال سے خبر دی اور انکی یہ نشانی بتائی کہ انمین ایک شخص ایسا ہوگا جسکا بازو بیسے	بخاری ص ۵۰۹ مسلم ص ۳۴۳ جلد ۱

نمبر خبر	مضمون	حوالہ کتب بقید صفحہ
	نیچے ایک ہات نہوگا اور اس بازو کی صورت ایسی ہوگی جیسی عورت کا پستان - اسپر چند سفید بال بھی ہونگے - ابو سعید خدری راوی حدیث نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے - مینے اس حدیث کو آنحضرت سے سنا - پہر ایسا شخص حضرت علی مرتضی سے لڑنے والو نمین پایا - حضرت علی مرتضی نے بھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی تھی اسلئے انہون نے اون مردارون کی لاشون کو ڈہونڈوایا - اور ایسے آدمی کے لاش کو پایا -	
۵	آنحضرت نے اپنے لخت جگر فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا کو یہ خبر دی کہ میرے مرنیکے بعد میرے اہل بیت سے (یعنے جنکو آیت تطہیر مین اہل بیت کہا ہے اور آنحضرت نے انکو چادر مین لیا ہے) سب سے پہلے تو مجھے ملیگی [illegible] اور ایسا ہی وقوع مین آیا آنحضرت کی رحلت کے چھ مہینے پیچھے سب اہل کے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا -	بخاری ص ۵۱۲ وص ۴۳۵
۶	آنحضرت نے خاص اپنی ازواج مطہرات مین سے سب سے پہلے بی بی زینب کے فوت ہونیکی خبر دی - اور یہی بات وقوع مین آئی	مسلم ص ۲۹۱ جلد ۲
۷	آنحضرت صلعم نے زید اور عبداللہ بن رواحہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے جنگ موتہ مین بہ ترتیب فوت ہو جانے سے خبر دی - قبل اسکے کہ ویسی ہی خبر مدینہ مین پہنچے -	بخاری ص ۵۱۲ وص ۶۱۱
۸	آنحضرت نے ایک شخص کے دوزخی ہونے کی خبر دی - پہر اس شخص کی خود کشی سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی	بخاری ص ۶۰۴
۹	آنحضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت یہ خبر دی کہ انکے سبب دو جماعت مسلمانون مین مصالحہ ہوگی اسکی تصدیق یہ ہوی کہ آپکے سبب لشکر امیر معاویہ	بخاری ص ۵۱۲ وص ۱۰۵۳

(267)

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالۂ کتب معہ صفحہ
	اور انکے مقابلین مین صلح ہوئی۔	
۱۰	آنحضرت نے حضرت عمار کی نسبت یہ خبر دی کہ انکی موت باغیونکی جماعت کے ہاتھون سے ہوگی۔ اور یہی امر وقوع مین آیا۔ جماعت امیر معاویہ نے جب وہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے باغی تھی انکو قتل کیا	بخاری ص ۶۴ مسلم ص ۳۹۵ جلد ۲
۱۱	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میری امت کے ہلاکت قریش کی لونڈون کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور ایسا ہی وقوع مین آیا۔ یزید وغیرہ ظالمان بنی امیہ نے اس امت کو ہلاک کیا۔	بخاری ص ۵۰۹
۱۲	ایک عیسائی مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس وحی وغیرہ لکھا کرتا۔ وہ مرتد ہوگیا۔ اور لوگونسے کہنے لگا محمد کیا جانتا ہے۔ جو کچھ مین اسکو لکھ دیتا تھا اتنا ہی اسکا علم ہے۔ آنحضرت نے اسکی نسبت خبر دی کہ اسکو زمین قبول نہیں کریگی جب وہ مرا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اسکو باہر پھینک دیا۔	بخاری ص ۵۱۱ مشکوۃ ص ۵۲۷
۱۳	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ مین اونٹونکی گردنوںپر روشنی پڑے گی۔ یہ آگ ۶۵۴ھ ہجری مین مدینہ کی جانب مشرق سے ظاہر ہوئی اور شام وغیرہ بلاد تک اسکی خبر مشہور ہوئی۔ چنانچہ نودی نے شرح مسلم مین تصریح کی ہے	بخاری ص ۱۰۵۴ مسلم ص ۳۹۳
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ایک شب مین بیت المقدس کی سیر کرائی۔ پھر وہان سے آسمانون پر بلایا۔ آنحضرت صلعم نے اہل مکہ کو فقط بیت المقدس جانے کا حال سنایا۔ تو انہون نے (جو خدا کی قدرت کو ظاہری اسباب مین منحصر سمجھتے) وبناء علیہ ایک شب مین مکہ سے بیت المقدس سے پھر آنے کو محال جانتے ہین۔ اور انکو خلاف نیچر سمجھکر ہنسی مین اڑاتے	بخاری ص ۵۴۸ مسلم ص ۹۶ تفسیر معالم ص ۵۱۷

ص جیسے آجکل کے نیچری مسلمان کہلاکر ان باتون کو محال جانتے

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب بقید صفحہ
	ہین) آنحضرت صلعم کی بات کو ہنسی مین اُڑایا - اور آنحضرت سے (جو مدة العمر مین کبھی بیت المقدس نہ گئے تھے اور نہ بیت المقدس وغیرہ مکانات کے نقشہ بنا کر اسوقت کے لوگ پاس رکھا کرتے) بیت المقدس کے پتے پوچھنے لگے - آنحضرت نے وہان کے پتے بخوبی یاد نہ کئے ہوئے تھے - اسلئے اُنکے سوالات سے گھبرائے - اللہ تعالے نے بیت المقدس کا قدرتی نقشہ آنحضرت کے سامنے رکھدیا - پس آنحضرت نے مشرکین کے ہر سوال کا عمدہ جواب دیا - اور اُسکے ضمن بہت سی غیبی باتونکا اظہار کیا جنکو مشرکین نے امتحان کرکے آخر هذا اسحر مبین کہدیا	
۱۵	آنحضرت صلعم نے مسلمانون کی قوم ترک کے ساتھ مقابلہ ہونیکی خبر دی ہے - اس [illegible] بلکہ ایک واقعہ یہ بتایا کہ [illegible] کے پاس انکا مقابلہ ہوگا - ایسا مین مسلمان تین گروہ ہو جاوینگے - ایک فرقہ اپنے بیل لیکر جنگل کو چلے جاوینگے فرقہ دوم کافر ہو کر اپنا آپ بچاوینگے - فرقہ سوم انکا مقابلہ کرینگے اور انکے ہاتھ سے مارے جاوینگے اصل خبر بخاری اور مسلم مین ہے - اور خاص واقعہ سنن ابی داؤد مین - اور اس خبر کا وقوع ماہ صفر ۶۵۶ھ ہجری مین ہو چکا ہے - چنانچہ مرقاة مین تصریح ہے اور امام فن مناظرہ اہل کتاب نے اس خبر کا وقوع کتب تواریخ سے ثابت کیا ہے دیکھو نوید جاوید ص ۵۲	مسلم ج ۲ ص ۳۹۵ ابوداؤد ج ۲ [illegible] بخاری [illegible]
۱۶	آنحضرت صلعم نے وجود دجال سے خبر دی ہے - چنانچہ احادیث صحیحہ مین اسکا ذکر آچکا ہے اور اس خبر کی تصدیق بھی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہو چکی ہے تمیم داری اور تیس ۳۰ آدمی بنی لخم و بنی جذام سے ایک جہاز مین تھے - اس جہاز کو مخالف ہوا نے ایک مہینہ خراب کیا - آخر وہ جہاز ایک مشرقی جزیرہ مین جا لگا	مسلم ج ۲ ص ۴۰۴ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۳ ترمذی ج ۲ ص ۴۲

باقی نمبر آئندہ

یہہ رسالہ ماہ دسمبر مین چھپا

حصہ دویم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

سوال اس تقریر سے یہ تو خوب ثابت ہوا کہ انقباض و انبساط روح کی صفت ہے ولیکن روح کی اس صفت (انقباض و انبساط) مین رعایت منصب نبوت سی اجنبی ہے - انکا منصب تو عبادت سکھانا اور اچھی باتین و اعتقادات یا خیالات بتانا ہے - نہ روح کی خوشی کی تدبیرین سکھانا - یہ تو ہم آپ سمجھ سکتے ہین اور جسطرح چاہین روح کو خوش کر سکتے ہین

جواب یہی تو وہ ہوکہ ہے - جسنے معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے والونکو غلطی مین ڈال رکھا ہے اور جسکے دفع کرنیکو یہ مضمون لکھا جاتا ہے - انبیاء علیہم السلام جیسے کہ ہمکو عبادت سکھانیکو آئے ہین ویسی ہی امور معاشرت جنمین [illegible] ہی جانکو دنیا و آخرت مین تکلیف نہ پہنچے - اور [illegible] مین حاصل ہو و مع ذلک اسمین خالق کی مرضی بھی متحقق ہو) بتانے کو آئے ہین - اور یہ انقباض و انبساط تو ایسی چیزین ہین جو قوام عبادات و اعتقادات مین پورا دخل رکھتی ہین - جسکی روح کو انقباض ہوگا - وہ عبادت کیا کریگا - اور اچھی اعتقاد کو خیال مین کسطرح لادیگا - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے طاعات و عبادات مین نشاط کا ہونا شرط ٹھیرایا ہے - اور ان امور سے جو مفوتِ نشاط ہین منع کیا چنانچہ فرمایا ہے - تمکو چاہیے کہ جبتک تمہاری طبع مین نشاط رہے - نوافل پڑہو - جب تم تھک جاؤ تو چھوڑ دو - یہ حکم اپنے بی بی زینب کو فرمایا ہے - جو نوافل مین قیام طویل کرتی - جب تھک جاتی تو ایک رسی پر (جو دو ستونون مین تنی ہوئی تھی)

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبل ممدود بین الساتین فقال ماھذا الحبل قالوا ھذا حبل زینب

فاذا فترت تعلقت فقال النبی لا حلوہ
لیصل احدکم نشاط فاذا فتر فلیقعد
صحیح بخاری ص ۱۵۴
قال رسول اللہ صلعم اذا وضع عشاء
احدکم واقیمت الصلوۃ فابدؤا بالعشاء
ولا یعجل حتی یفرغ منہ قال ابو الدرداء
من فقہ الرجل اقبالہ علی حاجتہ حتی یقبل
علی صلوتہ وقلبہ فارغ - بخاری ص ۹۲
دخل النبی صلعم علی عائشۃؓ عندھا امرءۃ قال
من ھذہ قالت فلانۃ تذکر من صلوتھا قال مہ
علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا
عن النبی صلعم قال انی لاقوم فی الصلوۃ وارید
ان اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی
صلوتی کراھیۃ ان اشق علی امہ بخاری ص ۹۵

تنگ کر اپنا معمولی قیام پورا کرتی اور ارشاد فرمایا
جسکے آگے کہانا آجاوے - اور ادہر نماز طیار
ہو تو وہ پہلے کہانیکو کھالے نماز کے لیے کہانے
مین جلدی نکرے - اپنا کام پورا کرکے اُٹھے -
حضرت ابوالدرداء صحابی فرماتے ہین کہ یہ سمجھ
کی بات ہے کہ انسان نماز کیطرف متوجہ ہو
جب اسکا دل فارغ ہو - اور ارشاد فرمایا - تم
تھک کر بھی عبادت مین لگے رہوگے - تو اسکا
کچھ ثواب نپاؤگے - یہ حکم اپنے ایک عورت
ان کو فرمایا جو بہت سے نفل پڑھا کرتی تھی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین طوالت
کا ارادہ کرتے - جب کسی بچے کے رونے کی آواز
سنتے تو اس خیال سے کہ اُسکی ماں کا دل بیقرار
نہو - نماز کو مختصر کر دیتے

اسی قسم کے اور بہت موقع ہین جو اسوقت میری یاد مین - اور ان کتابون مین جو میرے
سامنے اسوقت کھلی ہوئی ہین موجود ہین - جنہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاط
خاطر کو عبادت ٹھیرایا ہے اور امور مفوت نشاط سے بوعید و تشدید منع فرمایا جس سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ نشاط طبع کا لحاظ منصب نبوت کے منافی نہین ہے ناظرین اس بیان کو
یاد رکہین - اور آئندہ جس حکم و تعلیم نبوی مین ہم نشاط کو ذکر کرین - اسکو اسی بیان
کی شہادت سے روحانی اصلاح پر مشتمل سمجھ لین

رجوع بہ متن

عبارت سابق کے ضمن مین سر اور ڈاڑہی کے بکھرے بالونکو (جو دھونے مین نہ آوین اور صفا نہ ہین) نیز اسباب قبض خاطر سے شمار کیا ہے - ولیکن انکی اصلاح بغلونکی طرح حلق کے ساتھ تجویز نہونے مین کئی اور روحانی اصلاحونکا فوت ہونا متصور تھا - اسلئے انکی اصلاح غسل و صفائی سے تجویز ہوئی - اور موچھونکے کٹانیمین کسی روحانی اصلاح کی تفویت نہ تھی - اسلئے انمین ازالہ ہے مصلح قرار پایا - ان باتون کی تشریح مولانا یون فرماتے

واللحیۃ ھی الفارقۃ بین الصغیر والکبیر وجمال الفحول وتمام ھیئتھم - فلا بد من اعفائھا وقصھا سنۃ المجوس وفیہ تغییر خلق اللہ - ولحوق اھل السوئ والکبیر بالرعاء

ہین اور ڈاڑہی چھوٹی بڑی مین فرق کرتی ہے - اور مردون کے لئے زینت ہے - اور اُنکی اصلی ہیئت وصورت جسمین مردکو عورتون اور بچون سے تمیز ہوتی ہے - بتاتی ہے - اسلئے اسکا بڑھانا [illegible] ہوا اور اسکے خلاف [illegible] رکھنا یا مونڈنا مجوسیون کا طریق ہے اور اسمین خدا کی پیدایش کو جو حسن جمال کے لئے بنائی ہے نہ کاٹنے کے لئے بدل ڈالنا اور اکابر اہل عزت کا چرواہون سے ملجانا

مترجم کہتاہی جناب شاہ صاحب نے ڈاڑہی بڑھانے کے حکم مین تین فائدے بتلائے ہین (۱) بڑے چھوٹے مین قدرتی تمیز (۲) مردون کے لئے زینت (۳) مرد ہونے کا نشان یا تمغہ - اور مونڈنے مین تین نقصان ظاہر کئے ہین (۱) کفار مجوس (جو خدا کی طاعت سے سرکش ہین اور اس طاعت کی علامت اپنے بدن پر طاری ہونی نہین چاہتے ہین) سے تشابہ (۲) قدرتی وضع کے تبدیل و تغییر (۳) اکابر کی اصاغر سے مماثلت -

اور **ان سبھہ فوائد** کی ترغیب اور نقصانون سے ترہیب مین **روحانی اصلاح** مد نظر ہے **فائدہ اولے** مین یہ رعایت ہے کہ چھوٹے بڑے

مین تمیز چھوٹے پر رحم کرنے اور بڑے کی توقیر کرنے کے باعث ہی بچے کو چھوٹا دیکھکر ہر کسی کو رحم آتا ہی - مرد شبہ ڈہاڑی ہر کسی کو مرد آدمی واجب التوقیر معلوم ہوتا ہے - بے ریش کیسا ہی باکمال کیون نہو بادی الراے مین بیقدر معلوم ہوتا ہے - اور **رحم و توقیر و تواضع** سبہ روحانی خصلتین ہین - اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و توقیر کو دین ٹھیرایا ہے - اور اسکے خلاف کو خلاف دین فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ہے لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا یہ وہ حدیث ہی جسکا ترجمہ حکم نمبر ۱۸ منجملہ احکام سنت ہی اور رسالہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۶ گذرا

فائدہ دوم یہ روحانی رعائت ہے کہ زینت بھی توقیر کا (جو روحانی خصلت ہے) سبب ہے اور اسمین اظہار نعمت الٰہی اور بزبان حال شکر خداوندی (جو عین عبادت و روحانی خصلت ہے) بھی متحقق - اسی بھید کی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے [illegible] | ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ - ترمذی | اپنی نعمت کا اثر نظر آتا خوش لگتا ہے اور اسمین ایک روحانی اصلاح اور بھی مدنظر ہے - جسکی طرف اللہ تعالے کا یہ قول کہ عورتون کا مردون پر ویسا ہی حق ہے جیسے مردون کا عورتون پر

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف - بقرہ ع ۲۸
ھن لباس لکم وانتم لباس لھن - بقرہ ع ۲۳

اور یہ قول کہ عورتین مردون کے لئے لباس (یعنی جمال) ہین اور مرد عورتون کے لئے اشارہ کرتا ہے **وہ یہ** کہ مرد اپنی عورتون کے لئے اپنے چہرہ پر خوبصورت ڈاڑہی رہنے دین - اور اسکو خوب چکنی چپڑی کنگھی سی سلجہائی رکھین ابن عباس صحابی اس آئت کے یہی معنی سمجھی ہین - اور فرماتے ہین مین چاہتا ہون کہ اپنی عورت کے لئے زینت سے رہون - جیسا کہ اسکا اپنے لئے بازینت رہنا چاہتا ہون -

قال ابن عباس فی الایۃ انی احب ان اتزین لامرأتی کما احب ان تتزین لی لان اللہ قال ولھن الخ
تفسیر البیان و معالم

جو لوگ اس زینت کو عورتوں کا حق نہ سمجھین - وہ عورتون کے سر پر بالون کو اپنا حق بھی خیال کرین
یا انمین اُنہین کوئی شرعی نہ سہی قدرتی ہی فرق (جس سے بحکم قانون قدرت عورتون کے بالون کا
باعث زینت ہونا ثابت ہو اور مرد کی ڈاڑہی کا باعث عدم تزین ہونا) بیان کرین
اب رہی یہ بات کہ اس زینت اور اسمین عورتون کی رعایت کرنے مین روحانی اصلاح کیا پائی جاتی ہے
سو یہ ہے کہ مردونکی زینت انکی عورتونکی سیر چشمی و عفت کا باعث ہے - اور اسمین انکی روحانی
اصلاح متحقق ہے - عورت اپنے مرد کو با زینت دیکھیگی تو دوسری طرف نگاہ کرنے سے مستغنی
رہیگی - اور زنا نظر و زنا حقیقی سے عصمت مین رہیگی -
یہ بات ایسی بدیہی ہے کہ ہر کسی کے مشاہدہ و تجربہ مین آتی ہے - اس بیان سے یہ بھی ثابت
ہوا کہ جو بعض عیسائی قرآن کی ان تعلیمات [†] کو جو حقوق زوجین کے متعلق ہین - اور انمین
مباشرت و معاشرت زوجین کے آداب سکھائے ہین جسمانی بتاتے ہین - وہ ان احکام کے اسرار و غایات
سے [illegible] وظائف [illegible] روح کی صفات
ہین نہین جانتے ہم ان عیسائیون پر کیا افسوس کرین - اپنی ہی گھر کے عیسائی طرز کے مسلمانون
پر کیون غم نہ کہائین جو اسی خیال مین مبتلا ہین - اور ان تعلیمات کو جسمانی سمجھکر اسلام سے
خارج کر رہے ہین - اور اس بات کو پرلے درجہ کی ہمدردی قومی و تہذیب مذہبی سمجھ رہے
ہین فانا للہ وانا الیہ راجعون

جیسے [1] فانکحوا ما طاب لکم من النساء نساء ع ۱
اور [2] نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم بقرہ ع ۲۸
اور [3] فاعتزلوا النساء فی المحیض بقرہ ع ۲۸
اور [4] فالان باشروھن بقرہ ع ۲۳
و [5] امثال ذالک

حاشیہ

[1] جو عورتین تمکو اچھی لگین اُن سے نکاح کرو
[2] عورتین تمہاری کہیتی ہین تم اپنی کہیتی
کو جس کیفیت سے چاہو آؤ
[3] حیض مین عورتون کے پاس نہ جاؤ
[4] اب ماہ صیام مین راتکو عورتون سے مباشرت کرو
[5] اور مثل انکے

فائدہ سوم مین یہ روحانی رعایت ہے کہ اس تمغہ و علامت کا ایک نتیجہ تو وہی توقیر ہے جسکا روحانی ہونا معلوم ہوچکا ہے **دوسرا** یہ کہ اس تمغہ و علامت کا ملتزم مطیع سمجھا جاتا ہے - اور اسکے ظاہر حال سے اتقیا و اطاعت امر آلہی کا جو روحانی امر ہے مشاہدہ کیا جاتا ہے

یہ توان فوائد مین روحانی رعائتین ہین **انہین سے** وہ روحانی رعائتین جوان نقصانون سے فوت ہوتی ہین سمجھ مین آسکتی ہین **پہلے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جسکے تیسری فائدہ مین رعائت کی گئی ہے اور **دوسرے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جو دوسرے فائدہ مین مرعی ہے - **تیسرے نقصان** مین وہ رعائت فوت ہوتی ہے جو پہلے فائدہ مین رعائت کی گئی ہے

شاید یہان کوئی **اعتراض** کرے کہ داڑھی رکھنے کا فائدہ سوم (یعنے زینت کا ہونا) سر کے بالون مین بھی متحقق ہے پھر اسلام مین حلق سر کیون تجویز ہوا - **اسکا جواب** یہ ہے کہ اولاً تو شارع نے حلق سر کو پسند نہین کیا - اور مدۃ العمر مین سواے وقت حج کے احرام کھولنے کے (جسمین اول سے آخر تک ہیئت و لباس و صورت و افعال مین ذلت و مسکنت کا اظہار اس شاہنشاہ کے حضور مین مطلوب ہے) کبھی حلق سر نہین کرایا - اور نہ سواے ایسے شخص کے جس سے سر دہونیکا تعہد نہو سکے اور جوون سے تکلیف پہونچے - (جیسے کعب بن عجرہ یا حضرت جعفر طیار کے یتیم ذریات) کسی دوسرے کو حلق کرانیکا حکم دیا -

اور جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام نے ہمیشہ حلق کرایا ہے یہ غلط ہے - آپ نے حلق نہین کرایا - بلکہ بالونکو مبالغہ سے کترایا ہے - اور اسمین بھی معذوری و لاچاری کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ غسل جنابت مین دراز بالونکے

عن علی رضا ان رسول اللہ صلعم قال من ترک موضع شعرۃ من جنابۃ لم یغسلہا فعل بہا کذا وکذا قال علی ومن ثم عادیت راسی وکان یجزہ - سنن ابو داؤد ص ۳۱ ج ۱

خشک رہجانے کے خوف سے مینے بالونکو کٹایا - اور اپنے سر کے ساتھہ دشمنونکا سا معاملہ کیا - اور جو اسوقت عام مسلمانون مین حلق کا رواج ہے - یہ انکی معذوری ہے یا پست ہمتی وسستی یا ریاکاری یا کفائت شعاری کے سبب ہے - ثانیاً اس زینت کا بدلہ عمامہ و کلاہ مقرر کیا گیا ہے جو اس ننگ کا پردہ پوش ہے - اور اس نقصان کا جبیرہ و کفارہ ہے - اور ایسا کفارہ وجبیرہ ڈاڑہی مین کوئی نہین ہے - پس اسمین امتیاز فرق ظاہر ہے -

رجوع بہ متن

ومن طالت شوار بہ تعلق الطعام والشراب بہا واجتمع فیہا الاوساخ وھو سنۃ المجوس - وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واحفوا اللحے -

اور جسکی موچھین دراز ہوتی ہین - انمین [illegible] لگ جاتی ہین - اور وہان میل کا بھی اجتماع ہوتا ہے - اور یہ مجوسیون کا بھی طریق ہے - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے + مشرکین (مجوس) کا خلاف کرو - موچھین کتراؤ - ڈاڑہیان بڑہاؤ -

مترجم کہتا ہے - یہ وہی فوائد و نقصان ہین جو ڈاڑہی رکہنے نہ رکہنے کے بیان مین گزر چکے ہین **ازانجملہ** فائدہ اول ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے - **دیکھو** جنکے موچھون کے بال لبون کو ڈہانکے رہتے ہین وہ اون بالون کے سبب کیسی تکلیف پاتا ہے - جو کچھہ اسکے موہنہ سے نکلتا ہے یا موہنہ مین ڈالا جاتا ہے وہ موچھون سے لگ جاتا ہے و مع ذلک اسکا موہنہ صاف نہین رہتا -

موچھون کے بال مونہہ مین رہتی ہین کچہہ نہ کچھ کھایا پیا اسکی موچھون سے لگا رہتا ہے -
جو بدون آئنہ رکہنے کے پوچہنے سے بھی پوچھا نہین جاتا - اسی نظر سے بعضے
ہنود و عیسائی موچہین دراز نہین رکہتے - کسیقدر اختصار ضرور انہین کرتے ہین

وفي المضمضة والاستنشاق ازالة المخاط والبخر

اور کلی کرنی اور ناک مین پانی لینے سے
ریٹہ وغیرہ رطوبتونکا نکالنا - اور مونہ کی بدبو کا دور کرنا پایا جاتا ہے

مترجم کہتا ہے یہ فائدہ بھی ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے - جو صاحب کھانا کھا کر
کلی نہین کرتے اور نہ مسواک استعمال فرماتے ہین انکے پیلے پیلے دانت دور ہی سے
ڈراتے ہین اور اُنکے مونہہ کے پاس مونہہ کرو تو اوسان جاتے ہین - انبیاء علیہم
السلام کا ہمپر بڑا احسان ہے جنہون نے ہمکو ان تکالیف روحانی سے بچایا -
اور [illegible] سکھایا

و[illegible] انها يجتمع فيها الوسخ ويمنع
الاستبراء من البول وينقص لذة الجماع

ختنہ کی جلد [illegible] ایک زائد [illegible] جسمین میل جمع ہوتا
اور وہ بول وغیرہ آلائیشون سے صفائی کا
بھی مانع ہوتا ہے اور وہ ایک بندش ہونیکے سبب لذت مباشرت کو (جو انسان کے لیے ایک قدرتی
عطیہ ہے اور اُسکی عفت کا ذریعہ) بھی نقصان پہنچانے والا ہے

مترجم کہتا ہے ان فوائد کی حقیقت و حقیت وہ لوگ جانتے اور پہچانتے ہین
جو بڑی عمر مین مسلمان ہوکر ختنہ کراتے ہین - اور پہلی حالت کے نقصانون کو
دوسری حالت کے فوائد سے موازنہ کرتے ہین - یا وہ لوگ جو بے ختنہ لوگونکو
انواع امراض و تکالیف مین مبتلا دیکھتے ہین - اور انکے علاج مین ڈاکٹرون
سے ختنہ کی تجویز مشاہدہ کرتے ہین -

وفي التورات ان الختان ميسم الله على
ابراهيم وذريته معناه ان الملوك جرت عاداتهم

توریت مین ذکر ہے کہ ختنہ خدا کیطرف سے
حضرت ابراہیمؑ اور انکے اتباع پر ایک نشان اور داغ ہے

۲۷۲

بان یسموا بما یخصھم من الله واب لتتمیز من غیرھا والعبید الذین لا یریدون اعتاقھم فکذلک جعل الختان میسما علیھم۔ وسائر الشعار یمکن ان یدخلھا تغیر و تبدلیس۔ والختان لا یتطرق الیہ تغییر الا بجھد

اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہون کی عادت ہے کہ جو جانور (گھوڑا یا بیل) انکے خاص کار آمدنی ہوتے ہین یا وہ غلام جنکو وہ آزاد کرنا نہین چاہتے۔ انکے بدن پر وہ کوئے نشان لگا دیتے ہین (جیسے اسوقت فوجے گھوڑون اور بیلون پر نمبر لگائے جاتے ہین) اسیطرح اس شاہنشاہ کی طرف سے حضرت ابراہیم اور انکی ذریت پر ختنہ بمنزلہ داغ ہے۔ جو انکی طاعت وانقیاد روحانی خصال کی ظاہر نشانی ہے۔ اور نشانیون مین تغییر و تبدیل بھی ممکن ہے۔ ختنہ وہ نشانی ہے جو بدلانے سے بھی بدلی نہین جاتی

مترجم کہتا ہے [illegible] مہذب اقوام یورپ [illegible] تعجب ہے کہ انہون نے اس فائدہ مند رسم کو (جسکا فائدہ مند ہونا اصول ڈاکٹری سے بھی ثابت ہے اور توریت مقدس مین بھی اسکا حکم آچکا ہے چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے نوید جاوید کے کلیسا کے کرنٹا مین بصفحہ ۲۹ ثابت کیا ہے اور اسمین ظاہری صفائی جو تہذیب کے اصل اصول ہے نیز پائی جاتی ہے) یک لخت چھوڑ رکھا ہے۔ پھر انکا حال دیکھکر مجھے اپنے مسلمان بھائیون سے (جو طرز یورپ کو اختیار کرتے جاتے ہین) یہ ڈر لگتا ہے کہ یہ بھی بتقلید یوروپ اس سنت قدیمہ کو موقوف کر دینگے اور اسکو روحانی تعلیم کے سررشتہ سے خارج کرکے دنیاوی امر بنا دینگے۔ اور بدستاویز انتم اعلم بامور دنیاکم اسکے موقوفی کے وجوہات بہم پہنچا دینگے۔ فالله خیر حافظا وھو ارحم الراحمین خدا ہی اس دین کا محافظ ہے اور وہی اسپر بڑا رحم کرنے والا۔

اور جناب ممدوح نے حجۃ الله البالغہ کے صفحہ ۲۷۳ مین **لباس و زینت** کے احکام مین فرمایا ہے

اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی عادات العجم وتعمقاتھم فی الاطمینان بللذات الدنیا فحرم روسھا واصولھا۔ وکرہ ما دون ذلک۔ لانہ علم ان ذلک مفضی الی نسیان الآخرۃ مستلزم للاکثار من طلب الدنیا۔ فمن تلک الروس اللباس الفاخر۔ فان ذلک اکبر ھمھم واعظم فخرھم والبحث عنہ من وجوہ منھا الاسبال فی القمص والسراویلات وانہ لا یقصد بذلک الستر والتجمل [illegible] اللذین ھما المقصودان فی اللباس۔ وانما یقصد بذلک الفخر واراءۃ الغنی ونحو ذلک۔ والتجمل لیس الا فی القدر الذی یساوی البدن۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ازارہ بطرا۔ وقال صلعم ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ لا جناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین وما اسفل ففی النار

تو جان لے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب عادات اور انکی لذات مین مطمئن ہو بیٹھنے کے استغراق کو دیکھا تو انکے اصول کو حرام کردیا اور جو انسے کچھ کم تھے انکو مکروہ ٹھیرایا۔ اسکا سر یہی تھا کہ انحضرت صلعم نے جانا کہ اس استغراق کا انجام آخرت کو بھول جانا ہے۔ اور دنیا کی طلب بکثرت کرنا ہیں منجملہ ان اصول کی استغراق لباس فاخر تھا کیونکہ اسکی طرف انکی بڑی توجہ تھی۔ اور وہ انکا بڑا باعث فخر۔ اس لباس [illegible] ازانجملہ [illegible] اور کورتہ (وغیرہ) قدر ضرورت سے زیادہ دراز رکھنا۔ اور گھسٹتے ہوئے چلنا۔ اس فعل سے نہ پردہ پوشی مقصود ہوتی ہے نہ زینت۔ بلکہ فخر اور دولت کی نمائش اسلئے کہ زینت (یا پردہ پوشی) تو اتنی مقدار مین حاصل ہو جاتی ہے۔ جو بدن کے برابر ہے۔ اس سے زیادہ لٹکانا اور زمین پر گھسٹتی ہوئے چلنا بجز ارادہ فخر و نمایش کچھ معنی نہین رکھتا۔ اسی غرض سے انحضرت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی اس شخص کی طرف نگاہ نہین کرتا جو فخر ازار گھسٹتا ہوا چلتا ہی۔ اور ارشاد فرمایا مومن کے لئے نصف پنڈلی تک ازار کافی ہے۔ اور جو اس سے نیچے اونچی اور

(273)

ٹخنے سے اونچی رکھی اسپر بھی گناہ نہین ہے

مترجم کہتا ہے جناب شاہ صاحب نے نیچے ازار رکھنے کا فخر و نمائش پر مبنی ہونا ایسا بیان کیا ہے کہ ان دونو مین تلازم ثابت کر دیا - اور اس فعل کو ملزوم فخر - اور فخر کو اسکا لازم بنا دیا اور یہ قاعدہ بنا دیا کہ قدر حاجت سے زائد لباس جس سے نہ زینت مقصود ہے نہ تستر مقصود ہو سکتا ہے جو کوئی پہنے گا عرب کا باشندہ ہو خواہ عجم کا زمانہ حال کا ہو خواہ زمانہ قدیم کا - وحشی قوم سے ہو خواہ مہذبین سے - اسکا مقصود بجز فخر و نمایش اور کچھ نہوگا - اور اس بات کو ہم خود بھی مشاہدہ و تجربہ کر رہے ہین - دیکھو ولایتی لوگ جو کورتہ کی آستینین دو دو بالشت کف دست سے نیچے رکھتے ہین - اور بیس بیس گز کی شلوارین پہنتے ہین جو پشت قدم کو ڈھانک لیتی ہین - انکا مقصود بجز فخر و نمایش کچھ نہین ہوتا اور جن صاحبون کی پتلونین پاؤن پر گری رہتی ہین بلکہ بوٹ کے ایڑیون کے نیچے دب کر گھسٹ جاتی ہین اور جو عورتین [illegible] ہین جو گھسٹتی ہین [illegible] جاتا ہے - اور خاک مین خراب ہوتا ہے - اور جو دہلی و لکھنؤ کی عورتین بڑے بڑے کلیون کے پاجامے پہنتی ہین - انکا مقصود بھی بجز نمائش کچھ زینت یا ستر نہین ہوتا - ستر اسلئے نہین کہ وہ محل ستر سے زاید ہوتا ہے - اسی زیادتی و نامساواتی بدن کے سبب وہ زینت بھی نہین رہتا - بلکہ بدنما معلوم ہوتا ہے جسکو وہ لوگ بھی دل سے برا جانتے ہین اور بحکم عقل نامناسب خیال کرتے ہین گو بہ پابندی فخر اسکو چھوڑ نہین سکتے -

ہان اسمین شک و انکار نہین کیا جاتا کہ اس فعل کے بعض مرتکب اس فعل کا ارتکاب قصد و تحری سے نہین کرتے - اور نہ فخر و نمایش کا وہ ارادہ رکھتے ہین بلکہ فقط عادت و رواج عام کے پابند ہین یا کوئی پابندی نہین رکھتے - جیسا ملگیا اچھا یا برا کم یا زیادہ ویسا ہی پہن لیتے ہین - انکی نسبت ہم غرور و فخر کو تجویز نہین

کرتے - اور نہ انکے دراز کپڑے ہین وہ علت تحریم قائم کرسکتے ہین - ولیکن مع ذالک
سیاست ملیہ (شرعی سیاست) کا حکم انکے ایسے لباس کے متعلق بھی وہی تحریم وممانعت پاتے
ہین - اوران متواضعین منکسرین کا بھی ایسے متکبرانہ لباس سے روکنا مطلوب شارع دیکھتے ہین
اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ انکی لباس ہین وہ علت تحریم (یعنی فخرونمایش) پائی جاتے ہیے
بلکہ وجوہات اسکی کئی اور ہین - جنکی تاثیر اس علت کی تاثیر سے کچھ کم نہین ہے بلکہ منجملہ انکے
بعض وجوہات اس علت کے اسباب وذرائع سے ہین - ازانجملہ یہ کہ ان متواضعین کو بتقیز
کی ہئیت ولباس سے (جوظاہر الطاعت شریعت سے بغاوت کی نشانی ہے) احتراز لازم
ہے - اور اپنی بدن پر شعار اطاعت کا قائم کرنا واجب - اور ازانجملہ یہ کہ انکے متکبرانہ لباس
اختیار کرنے سے (گو تکبر کی نیت سے نہو) متکبرین کو بھی بہ بہانہ عدم تکبری تکبر وتفاخر
کی گنجائش باقی رہتی ہے - وازانجملہ یہ کہ انکے لباس کی ترویج سے غرض شارع جواس
حکم سے مطلب [illegible] (تفاخر) حاصل نہین ہوتی - وازانجملہ یہ کہ بدون [illegible]
کلی اس حکم کی عظمت وسیاست لوگونکے دلونپر نہین جمتی اسلئے کہ فروعات (یعنے لباس
فاخرکے مفاسد) کا ازالہ بدون قلع وقمع اصل (یعنے لباس فاخرکے) ممکن نہین - ان وجوہات
کی نظر سے مسکین ومتواضعین کے لباس کو بھی وہ حکم شرعی شامل ہے گو اسمین وہ علت
(تفاخر) پائی نہین جاتی -

اور بجز شارع موسس قانون شریعت اور کسیکا یہ منصب نہین ہے کہ قانون عام شریعت
سے کسی فرد کو مستثنے کردے - اور جہان اس حکم کی علت جسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو
نہ پاوے وہان سے اس حکم کو باوجودیکہ نص اسکو شامل ہو اٹھادے

یہ منصب ہے تو شارع ہی کو ہے جو حقیقت حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے
اور ضرر ونفع حال ومآل کو پہچانتا ہے - اور اسکی تخصیص ومستثنے کرنے کے بعد
بھی اس قانونکا عموم بقیہ افراد اور محلون سے نہین اٹھ جاتا اور سوائے ان محلونکے

جنکو شارع نے مستثنے کیا - کسی اور محل کے مستثنے ہونیکا اندیشہ نہین رہتا - و نیز اعلیہ
اس حکم کی عظمت و سیاست کا ازالہ نہین ہوتا - اور نہ غرض و مقصود حکم (جسکے فوت ہونیکا دوسرے
کے تصرف سے ڈر تھا) یہان فوت ہوتا ہے - جس محل یا فرد کو شارع مقنن قانون شریعت نے
مستثنے کیا وہ مستثنے رہیگا - اسکے سوائے اور محلون اور فردون مین حکم شارع اسے عظمت و سیاست
و شان و شوکت سے قائم رہیگا -

اسکی مثال آنحضرت کا ٹخنے سے نیچے ازار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابوبکر صدیق کو مستثنے[+]
کرنا ہے - اور نور نبوت کے ذریعہ سے انکا سینہ فخر و تکبر سے خالی دیکھکر ازار کے نیچے ہو جانے
مین (جو انکی فربہی شکم کے سبب تہا) معذور رکھنا

دوسری مثال خزیمہ انصاری کی شہادت کو اس قانون شہادت سے (کہ گواہ
کم سے کم دو ہون) مستثنے کرنا - اور اکیلے خزیمہ کی شہادت کو قبول فرمانا -

تیسری مثال [illegible] عقبہ بن عامر اور ابو بردہ [illegible] گوسفند کی قربانی کو اس
اس حکم قربانی سے کہ بکری ہو تو کم سے کم مسنہ (یعنے دو سال کی) ہو مستثنے کرنا - اور انکو
یکسالہ گوسفند قربانی کرنیکی اجازت دینا وقس علی ہذا

اور اگر یہ منصب سوائے شارع کے اورون کو ملجاوے - اور انکو تخصیص اور مستثنے کرنیکا اختیار
حاصل ہو تو احکام شریعت (بجز چند احکام جنکی علت معلوم نہین) سب کے سب درہم برہم ہوجاوین
جسکا جی چاہے وہ عمومات احکام مین تخصیص لگا دے - اور اس بہانہ سے کہ یہان اس حکم
کی علت نہین پائی جاتی جس محل کو چاہے حکم عام سے مستثنے کردے اس طریق سے

[+] بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی فخر سے کپڑا گھسٹتا ہوا چلیگا - خدا قیامت کے دن اسکی طرف نظر نہ کریگا -
تو حضرت ابوبکر بولے - یا رسول اللہ میری ازار لٹکی رہتی ہے سوائے اسکے کہ مین کوشش و وہیان مین
لگا رہون سنبھالی نہین جاتی - آنحضرت نے فرمایا انک لست ممن یفعلہ خیلاء - یعنے تو
تکبر و فخر سے نہین لٹکاتا - **حاشیہ الحاشیہ**

شراب - زنا - نکاح - محارم (ماں بہن) جمع بین الاخوات (یعنے ایک کے نکاح مین دو بہن ہمشیرہ کا جمع کرنا) سبھی حلال کردے

شراب کے حلال بنا دینیکی صورت اس طریق پر یہ ہے کہ شراب بعلت سکر حرام ہوئی ہے - چنانچہ نص شارع مین اس علت پر تصریح ہے - اب اگر لوگونکو یہ اختیار رہے کہ جہان یہ علت نہ پائی جاوے وہان سے حرمت شراب کا حکم اٹھا دین - تو تھوڑی شراب جو نشہ ندے فقط صحت وتقویت کا فائدہ بخشے عموماً جائز و جاری ہو جاوے - چنانچہ جنہون نے یہ سمجھا - تھوڑی شراب کو جائز کرلیا - اور نوش فرمایا - جنکا ذکر رسالہ نمبرہ صفحہ ۱۳۱ مین گذر چکا ہے - اور جنکو بہت پینے سے نشہ نہ آوے (چنانچہ اس قسم کے لوگ بہت سنے جاتے ہین) انپر تھوڑے پینے کی قید بھی نہ رہے - اور بہت اس دھوکہ سے کہ یہ شراب (جو ہم پینیا چاہتے ہین) تھوڑی ہے نشہ ندیگی بہت پینے لگین - آخر رفتہ رفتہ حکم حرمت کا وجود کالعدم ہوجاوے - اسیطرح زنا و نکاح محارم و جمع بین الاخوات کے حلال ہوجانیکی گنجائش اسیطرح پر سمجھنی چاہئے - ایسے ہی جناب شاہصاحب نے تھوڑی شراب کی حلت کے مفاسد بیان فرمائے ہین جو بعضمن حاشیہ سوم اس حاشیہ کے بعد قلم مین آتی ہے

اس منصب تخصیص و استثناء کو غیرون کے لئے تجویز کرنے مین یہی مفاسد وضرر دیکھ کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ منصوصہ مین تصرف و تغیر کو دخل نہین دیا - اور کئی احکام کو باوجود اُٹھ جانے انکی علتون اور سببون کے نہین اُٹھایا - اسکی مثالین بہت ہین پر اس مقام مین دو مثالین ذکر کیجاتی ہین -

پہلی مثال - منجملہ احکام حج ایک حکم رمل ہے (یعنے طواف مین پہلوانون کیطرح اکڑکر اور زور دکھا کر چلنا (جس سے مشرکین کا یہ قول (کہ مسلمان مدینہ کے بخار کے مارے آئے ہین) رد کرنا - اور اسلام

عن ابن عباس قال قدم رسول اللہ واصحابہ فقال المشرکون انہ یقدم علیکم وقد وھنتم حمی یثرب فامرھم صلعم

کو انکی تحقیر سے بچانا مقصود تھا - اور یہی
امر چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بتصریح
آچکا ہے اور سبکا اسپر اتفاق ہے - اسکی
مشروعیت کا سبب علت تھا - پھر باوجودیکہ
اس علت کا وجود اسدن سے کہ مکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ مین آیا اور مشرکین کو خدا نے ہلاک کر دیا) اُٹھ گیا یہ حکم اسلام سے
اُٹھایا نہین گیا - اور کسی نے زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک (اس خیال سے کہ اس حکم کی علت
اُٹھ چکی ہے - اسکو بھی اُٹھانا چاہیئے) رمل کو ترک نہین کیا -

ان یرملوا الثلاثة - رواه البخاری
فی باب کیف بدءُ الرمل وزاد مسلم
لیری المشرکین جلدهم - فقال المشرکون
هولاء الذین زعمتم ان الحمی وهنتهم -
هولاء اجلد من کذا وکذا

حضرت عمر فاروق کو ایکدفعہ خیال آیا تھا
کہ اب ہمکو رمل کی کیا حاجت ہے - یہ فعل مشرکین
[illegible] - آخر
یہ سوچا کہ اس حکم کو بخیال ارتفاع علت
اُٹھا دینے سے اور احکام بھی علت کے
اُٹھ جانے سے اُٹھائے جاوینگے - اور
یہ بھی خیال کیا کہ شائد اس حکم کی علت
کوئی اور بھی ہو - جسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے
اور ہم نہین جانتے - پس یہ فرمایا کہ یہ وہ کام
ہے جسکو آنحضرت نے جاری رکھا ہے (یعنی
باوجودیکہ مشرکین مکہ ہلاک ہو چکے تھے پھر آپنے
حجة الوداع مین بھی رمل کو ترک نہین کیا -
چنانچہ صحیحین وغیرہ مین مصرح ہے) لہذا

قال عمر ما لنا وللرمل - وانما کنا راٰینا
به المشرکین وقد اهلکهم الله ثم قال
[illegible] صنعه رسول الله صلی الله علیه و
سلم فلا نحب ان نترکه - رواه البخاری
ولابی داود ومع ذلک لا ندع شیئا
کنا نفعله علی عهد رسول الله صلعم
قال العینی یعنی اتباعا له - وقال القسطلانی
لعدم اطلاعنا علی حکمته وقصور عقلنا
عن ادراک کنهه - وقد یکون فعله
باعثا علی تذکیر نعمة الله علی اعزاز
الاسلام واهله - وقال مولینا فی
حجة الله ص ۱۳۳ ثم خشی ان یکون
له سبب آخر -

ہم اسکا ترک کرنا پسند نہین کرتے

تذکرۃ لطیفہ و نصیحہ شریفہ

تہذیب الاخلاق ماہ شوال ۹۶ھ مین ایک مضمون بعنوان **الدین یسیر** مندرج ہے اسمین ہمارے بیان کے برخلاف یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے طواف مین رمل کرنے سے منع کیا - اور اسبات کا حجۃ اللہ البالغہ مین موجود ہونا بتایا ہے - اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عمر فعل رمل کو دینی امر نہین جانتے تھے بلکہ دنیاوی مصالح سے خیال کرتے تھے

ولیکن ہمارے نزدیک یہ بات محض غلط و بے اصل و خلاف واقعہ ہے - حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا نہ حجۃ اللہ البالغہ مین مذکور ہے جسکا حوالہ آپنے دیا ہے - نہ کسی اور کتاب حدیث مین دیکھا جاتا ہے [illegible]

اسکو غیر ضروری سمجھا - آخر یہ سوچکر کہ یہ آنحضرت کا فعل ہے - اسکا ثمر کوئی اور بھی ہوگا - یا یہ خیال کہ اس حکم کو برفع علت اٹھا دینے سے جملہ احکام کا ارتفاع لازم آئیگا - اسکا ترک کرنا پسند نفرمایا - اور یہی حجۃ اللہ البالغہ کا مضمون ہے - چنانچہ اس کتاب کا یہ فقرہ ثم خشی ان یکون لہ سبب اٰخر عنقریب منقول ہوا - جسکا مطلب صاف یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر نے ترک کرنیکا ارادہ کیا پھر یہ سوچکر کہ شائد اس رمل کا سبب سوائے تغلیظ خیال مشرکین کے کوئی اور بھی ہو وہ قول فرمایا - اپکی ترک رمل کو پسند نفرمانے پر صاف ناطق ہے

اب اس مضمون کے مولف سے (جو ہمارے قدیمی دوست ہین) ہم امید رکھتے ہین کہ اگر انہون نے حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا کسی کتاب مین دیکھا ہے تو اُس سے مجکو آگاہ کرین - اور اگر کہین یہ ذکر نپاوین تو بنظر حق پرستی و بخیال ہماری حق دوستی کے ہماری یہ نصیحت قبول کرین کہ اپنی غلطی کی اسی تہذیب الاخلاق یا اور کسی مشہور اخبار مین اصلاح فرما دین - اور اسبات کے معترف ہو جاوین کہ حضرت عمر نے رمل کو پا دنیی اور

باقی آئندہ